یکم اگست ۱۹۷۲ء

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۴۲
فون نمبر ۲۹

ایڈیٹر
آل احمد سرور

اشاعت کی تاریخیں
۱، ۸، ۱۵، ۲۲

قیمت سالانہ چھ روپے
قیمت فی کاپی ۱۰ پیسے

ہفتہ وار
ہماری زبان

جلد ۳۲ | انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) | شمارہ ۱۹

اداریہ

جامعہ کو اردو یونیورسٹی بنانا کیوں ضروری ہے؟

خوشی کی بات ہے کہ ملک میں ایک اردو یونیورسٹی قائم کرنے کا مطالبہ روز بروز تقویت پکڑتا جاتا ہے۔ چونکہ کوئی یونی ورسٹی حکومت ہند کی اجازت کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی اس لئے قدرتی طور سے یہ مطالبہ حکومت ہند سے ہے کہ وہ جتنی جلدی ممکن ہوسکے کم سے کم ایک اردو یونی ورسٹی قائم کرنے کی اجازت دے اور اس کے لئے مناسب وسائل بھی فراہم کرے۔ سوشلزم کے دور میں حکومت سے یہ مطالبہ بجا ہے کہ وہ وسائل کی فراہمی میں بھی مدد دے لیکن ظاہر ہے کہ جو ادارہ یونی ورسٹی بنایا جائے گا یا جس کی طرف سے ایک یونی ورسٹی کا مطالبہ ہوگا وہ بھی مالیات کی فراہمی استادوں کی فراہمی اور مناسب معیار کے قائم رکھنے میں مدد دے گا، جامعہ ملیہ اسلامیہ اب بھی ایک یونیورسٹی ہے گو سرکاری قوانین کے حساب سے وہ ایک یونیورسٹی کے برابر مانی گئی ہے۔ (DEEMED TO BE A UNIVERSITY) جامعہ کی ایک شاندار تاریخ ہے۔ جامعہ کی بنیاد مولانا محمود الحسن کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ مولانا محمد علی نے اس کی آبیاری کی اور ڈاکٹر ذاکر حسین اور ان کے ساتھیوں نے اسے اپنے خون جگر سے سینچا۔ اس کی قومی بنیاد، خدمت اور لگن کا ماحول، مذہب کی اخلاقی تعلیم پر زور، ہندوستان کی مشترک تہذیب کے پس منظر میں جدید تعلیمی رجحانات پر اصرار، یہ سب ایسی خصوصیات ہیں جن پر جامعہ ہی کو نہیں ملک و قوم کو بجا فخر ہے۔ جامعہ نے شروع سے اردو کے ذریعہ تعلیم پر زور دیا اور اس کے استادوں اور فارغ التحصیل طلبہ نے ہماری قومی، تعلیمی، ادبی، تہذیبی اور صحافتی زندگی میں اہم کارنامے انجام دئے۔ اردو اکیڈمی، رسالہ جامعہ اور اس کے خاص نمبروں اور مکتبہ جامعہ کے ذریعہ سے اس نے اردو کے علمی سرمائے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ آج بھی جامعہ میں بی۔ اے کی منزل تک اردو ذریعہ تعلیم ہے اور اس کے ساتھ انگریزی اور ہندی کی اچھی لیاقت پر بھی یہاں برابر زور دیا جاتا رہا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر مجیب اور ڈاکٹر عابد حسین نے نہ صرف اردو میں اعلیٰ درجے کی علمی کتابیں لکھیں اور مقالے شائع کئے، بلکہ انھوں نے ایک پوری نسل میں علم سے لگن، اپنی تہذیب سے محبت، اپنے زبان و ادب سے عشق اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری ہندوستانی زبانوں اور عالمی زبانوں سے استفادے کا جذبہ پیدا کیا۔ جامعہ ہر لحاظ سے اس کی مستحق ہے کہ اسے جلد سے جلد سرکاری اصطلاح میں بھی یونی ورسٹی کا درجہ ملے اور یہ اپنے اب تک کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اردو کے ذریعہ سے بی۔ اے کے علاوہ بی ایس سی اور بی کام کے درجوں میں تعلیم کا انتظام کرے اور رفتہ رفتہ اس تجربے کو ایم۔ اے کی منزل تک

نے جائے۔

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے ارباب اختیار کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہ یونی ورسٹی کے کل ہند کردار کو باقی رکھتے ہوئے کس طرح اردو ذریعہ تعلیم کو تجربہ بی۔ اے، بی کام اور بی ایس سی کی منزل پر شروع کرا سکتے ہیں۔ ابھی تک، صرف بی اے کے طلبہ کو اپنے جوابات انگریزی کے علاوہ اردو اور ہندی میں لکھنے کی اجازت ہے، مگر اسی پر قناعت کرنا، کسی طرح یونی ورسٹی کے شایان شان نہیں۔ اسے سرسید کے اسی تصور کو یاد رکھنا چاہئے جس کے مطابق انگریزی کے ذریعہ تعلیم کے علاوہ اردو کے ذریعہ تعلیم کے لئے ایک کالج کھولنا اور ایسے عالم پیدا کرنا جو قدیم اسلامی علوم کے ساتھ جدید علوم سے بھی باخبر ہوں، ضروری تھا۔ سرسید نے چند سال اردو کے ذریعہ تعلیم کا تجربہ بھی کیا تھا مگر طلبہ کی کمی کی وجہ سے وہ بد دل ہو گئے اور پھر ان کے نقطۂ نظر میں یہ تبدیلی ہوئی کہ انھوں نے فوری ضروریات کو مستقل ضروریات پر ترجیح دی۔ مگر آج حالات بدل گئے ہیں۔ اپنی زبانوں میں اعلیٰ ترین منزل تک تعلیم دینے کا اصول تسلیم کیا جا چکا ہے۔ عثمانیہ یونی ورسٹی میں اردو کے ذریعہ سے تمام علوم کی تعلیم کا کامیاب تجربہ ہو چکا ہے اور سرسید کے دور سے اب تک اردو میں علمی سرمایہ خاصا وقیع ہو چکا ہے۔ یونین پبلک سروس کمیشن، آٹھویں شیڈول میں درج سارو زبانوں کے ذریعہ سے جوابات دینے کے اصول کو نہ صرف تسلیم کر چکی ہے، بلکہ مضمون اور معلومات عامہ کے علاوہ ایک اختیاری مضمون کے جوابات بھی اپنی زبان میں دینے کی اجازت دے چکی ہے اور اس اجازت سے فائدہ بھی اٹھایا جا چکا ہے۔ کمیشن کی ایک رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندی کے بعد اردو میں علمی سرمایہ ایسا ہے کہ اردو کے ذریعہ سے اعلیٰ تعلیم کے تجربے کو کامیاب بنایا جا سکے اور اس لحاظ سے ہندوستان کی دو اور بڑی زبانوں بنگالی اور گجراتی کی اردو ہم پلہ ہے۔ غرض بہت سے ماہرین تعلیم، معلم، دانشور اور متعلقہ حضرات یہ محسوس کرتے ہیں کہ کم سے کم ایک اردو یونی ورسٹی کا جلد سے جلد قیام ضروری ہے۔ انجمن ترقی اردو ہند نے گجرال کمیٹی کو جو عرضداشت پیش کی ہے اس میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ ایک یونی ورسٹی شمالی ہند میں اور ایک جنوبی ہند میں ایسی ضرور ہو جس میں اردو ذریعہ تعلیم ہو۔ اس مطالبے کی پر زور تائید یونی ورسٹیوں کے اردو کے استادوں کی انجمن نے بھی کی ہے۔ اس وقت بھی جامعہ کے علاوہ حیدرآباد میں اردو آرٹس کالج کے ذریعہ سے بی۔ اے کے لئے تعلیم اردو کے ذریعہ سے دی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ بی۔ ایس سی میں تعلیم بھی وہاں شروع ہو چکی ہے۔ ترقی اردو بورڈ والے کی کتابیں تیار کرا رہا ہے اور زراعت سے لے کر حیوانیات تک تمام علوم کے لئے تقریباً چھ سو کتابیں تصنیف یا ترجمہ کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اردو یونی ورسٹی کے قیام میں تاخیر کا کوئی جواز نہیں ہے۔

شمال میں ایک نئی اردو یونی ورسٹی قائم کرنے سے یہ بہتر ہوگا کہ جامعہ ملیہ کو اردو یونیورسٹی بنا دیا جائے۔ جامعہ نے ابتدائی تعلیم، بالغوں کی تعلیم اور خط و کتابت کورس سے کامیاب تجربے کئے ہیں۔ آزادی سے پہلے چونکہ حکومت سے وہ کوئی امداد نہ لیتی تھی اس لئے قدرتی طور پر اسے تجربہ کرنے کی زیادہ آزادی تھی اور آج بھی وہ لکیر کی فقیر نہیں ہے۔ اس لئے یقین ہے کہ وہ ہر منزل پر زبان کی تعلیم، خط و کتابت کے ذریعہ سے تعلیم، معیاری کتابوں کی تیاری، تدریس میں جدید ترین طریقوں سے استفادہ سبھی پہلوؤں پر نظر رکھے گی اور صحافت، ترجمہ اور ریڈیو اور فلم کے لئے بھی ڈپلوما کے کورس شروع کرائے گی۔

اردو یونی ورسٹی کے قیام سے جو لوگ مخالف ہیں وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ یونی ورسٹی اسی طرح وجود میں آتی ہے جس طرح جیوپیٹر کے سر سے منروا برآمد ہوئی تھی حالانکہ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ آج ہی بی ایس سی یا بی کام کی تعلیم اردو کے ذریعہ سے شروع کر دی جائے۔ ظاہر ہے کہ پہلے انسانی علوم اور سماجی علوم اردو میں پڑھائے جائیں اور چند سال کے بعد کامرس اور سائنس۔ مگر اس کے لئے تیاری ابھی سے شروع کر دینی چاہئے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک ابتدائی تعلیم اور ثانوی تعلیم کا مکمل انتظام نہ ہو جائے اس وقت تک یونی ورسٹی کی منزل پر تعلیم سے متعلق سوچنا ہی

باقی صفحہ ۱۱ پر

عبدالمغنی

احتشام حسین: اچھے ادیب، اچھے آدمی

احتشام حسین جدید اردو ادب کے ستونوں میں ایک ہیں۔ انھوں نے ادب کے ایک پورے کارواں کی سالاری کی ہے۔ ان کے زیر ہدایت نہ صرف یہ کہ ادب کی کئی نسلیں پروان چڑھیں بلکہ دورِ حاضر کی ایک نمایاں ادبی تحریک کا اعتبار قائم ہوا۔ اس صدی کی چوتھی دہائی میں ادب میں ترقی پسندی کا باضابطہ آغاز ہوا، لیکن بہت جلد یہ رجحان نہ صرف ایک اصطلاح بن گیا بلکہ اس نے ایک تنظیم کی صورت اختیار کرلی۔ چنانچہ ترقی پسندی کا مفہوم محض روشن خیالی اور پیش قدمی نہیں رہ گیا، اس میں مارکسی تجزیے اور اشتراکی ضابطہ بندی کے عناصر و عوامل بھی پیدا ہوگئے، اور نتیجتاً ادب سے زیادہ زور سیاست و معیشت پر دیا جانے لگا، اس کے علاوہ تہذیب و اخلاق کی معروف قدروں کی بجائے ذہن و کردار کے متعلق عجیب و غریب تجربے کیے جانے لگے۔ اس طرح اشتراکی ترقی پسندی نے ادب و ثقافت کے توازن کو برہم کرکے خود اپنے آپ کو طرح طرح کی بے اعتدالیوں میں مبتلا کرلیا۔

اس نازک صورت حال میں احتشام حسین نے اپنی ادبی تنقیدوں کے ذریعے توازن بحال کرنے اور ترقی پسند تحریک کو جادۂ اعتدال پر لانے کی کوشش کی۔ موصوف نے یہ کام اشتراکی ادیبوں کا اعتماد حاصل کرکے شروع کیا اور ساتھ ہی غیر اشتراکی ادبا کے درمیان اپنا اعتماد قائم کرنے کی سعی کی۔ اس طرح احتشام حسین فی الواقع اشتراکی اور غیر اشتراکی ادیبوں کے درمیان مفاہمت و مصالحت کا ایک واسطہ بن گئے۔ یہ ایک بہت ہی پیچیدہ کام تھا اور اس میں دونوں طرف بدنام ہونے کا اندیشہ بھی تھا، مگر احتشام حسین نے بڑی ہمت، تدبر اور صلاحیت کے ساتھ اپنی مہم انجام دی۔ یہ موصوف کی کامیابی کا کمال ہے کہ ایک طرف ترقی پسند ادبا و شعرا نے بالآخر اعتدال و توازن کو راہ دی، اور دوسری جانب ادب میں ترقی پسند تخلیقات کا ایک مستقل مقام بن گیا۔

احتشام حسین نے یہ تاریخی معرکہ ایک صاحب نظر اور چابک دست ادیب کی حیثیت سے سر کیا۔ اگرچہ وہ دوسرے اشتراکی ترقی پسندوں کی طرح ہی ایک مارکسی نقطۂ نظر رکھتے تھے اور ان کا ادبی مطالعہ تاریخ کی مادی تعبیر پر ہی مبنی تھا، مگر وہ اس کے ساتھ ساتھ ایک زبردست ادبی شعور اور لطیف و نفیس ذوقِ جمال کے مالک بھی تھے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ہر ادب کی کچھ بنیادی روایات ہوتی ہیں جن کے پس منظر ہی میں کوئی نیا تجربہ کامیاب ہوسکتا اور خود اپنی ایک روایت بنا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ انھیں معلوم تھا کہ کوئی فکر اس وقت تک ادب میں نافذ نہیں ہوسکتی جب تک وہ فن کے تقاضوں کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ نہ ہو۔ چنانچہ احتشام حسین نے بہتیرے متشدد اور سطحی قسم کے ترقی پسند نقادوں کے برخلاف اور مجنوں گورکھپوری کی بالغ نظری سے استفادہ کرتے ہوئے اردو ادب کے ماضی بعید و قریب کی عظیم تخلیقات کے بارے میں ایک مثبت رویہ اختیار کیا اور ان کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی، یہاں تک کہ غالب و اقبال کی شاعری میں ترقی پسند عناصر کا سراغ لگایا۔ اس کے علاوہ ادبی مسائل و موضوعات پر ایسے نظریاتی مضامین لکھے جن میں ادبی قدروں اور فنی اصولوں کی ضرورت پر زور دیا۔

اس سلسلے میں احتشام کا ادبی اسلوب ان کے بڑا کام آیا۔ اس میں محض تبلیغ کے جوش و خروش کے بجائے ایک علمی متانت اور بلاغت ہے اور تجزیہ و تبصرہ کا ایک باوقار انداز ہے، جس سے لکھنے والے کے خلوص اور اپنی فکر پر اس کے اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ ایک محکم اسلوب ہے جس میں وضاحت، قطعیت، زور اور اثر ہے، ساتھ ہی ایک چاشنی، رعنائی اور کیف بھی ہے۔ اسی خصوصیت کی بدولت احتشام حسین کی تنقیدوں میں ادبیت کی کیفیت پیدا ہوئی اور ان کا تخلیقی تنقید کا تصور بروئے عمل آیا۔ اس ادبیت ہی کے سبب دوسرے مارکسی نقادوں کے برخلاف، احتشام صاحب کا فن تنقید غیر مارکسی حلقوں میں بھی کم از کم مطالعہ کی حد تک مقبول ہوا۔

مجموعی طور پر احتشام حسین کی تنقیدوں کے فکری توازن اور ادبی اقدار نے مل کر اردو ادب میں اجتماعیت اور مقصدیت کے تصور کو مقبولِ عام بنانے میں ایک اہم رول ادا کیا۔

تنقید کے علاوہ احتشام حسین نے افسانے بھی لکھے، شاعری بھی کی اور ایک سفرنامہ بھی تحریر کیا۔ ان میں ادبی اعتبار سے صرف سفرنامہ ایک قابل ذکر چیز ہے اور ادب میں اس کی ایک جگہ ہے۔ "ساحل اور سمندر" میں احتشام کے اسلوب کی ادبیت اپنے عروج پر ہے اور تخلیقی نثر پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

احتشام حسین صرف ایک اچھے ادیب ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک اچھے انسان بھی تھے۔ رشید احمد صدیقی نے ان کا تجا

ادیب ہونے کے لئے اچھا انسان ہونا لازم قرار دے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک معیار اور تمنا کے لحاظ سے تو یہ بات بالکل صحیح ہے لیکن عام واقعہ میں ایسا نہیں ہے۔ کتنے ہی ادبا و شعرا ایسے ہیں جو اپنے فن میں تو ماہر ہیں اور فن کار کی حیثیت سے بلند مقام رکھتے ہیں، مگر ان کا انسانی کردار بہت ہی مشکوک ہے اور اپنی اخلاقی گراوٹوں کے لئے وہ بدنام ہیں۔ بہرحال، ایسے ماہرین فن بھی ہیں جو بڑی عمدہ سیرت رکھتے ہیں اور ان کے اندر خیال اور عمل دونوں کا حسن پایا جاتا ہے۔ احتشام حسین ایسے ہی ایک ادیب اور آدمی تھے۔ ذاتی طور پر میری ان کی ملاقات اور بات بہت مختصر تھی، لیکن نہ صرف یہ کہ اس مختصر ربط میں میں نے اُن کو ایک صاف ستھرا اور سنجیدہ آدمی پایا، بلکہ کبھی کسی سے اُن کی ذات کے بارے میں کوئی شکایت نہیں سنی، یہاں تک کہ نظریاتی طور پر اُن سے اختلاف رکھنے والوں کو ذاتی اعتبار سے اُن کا مداح دیکھا۔ میرے دوست ابن فرید (سابق مدیر ادیب علی گڑھ) نے ایک بار مجھ کو لکھا کہ احتشام حسین کردار کے لحاظ سے ایک کھرا سونا ہیں۔ اسی قسم کا تاثر محترم اختر اورینوی صاحب نے بھی بارہا ظاہر کیا ہے۔

احتشام حسین کی آدمیت کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ اس وقت مجھ کو یاد آرہا ہے۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں میرا ایک تنقیدی مقالہ احتشام حسین کی تنقید نگاری پر شائع ہوا تھا۔ اُس وقت ادبی دنیا میں میرے تعارف کی گویا ابتدا تھی۔ اس کے علاوہ مقالے میں میں نے احتشام حسین کے تنقیدی تصورات کی تردید کی تھی اور اُن کے ادبی نصب العین سے اختلاف ظاہر کیا تھا اگرچہ اس میں موصوف کے کارناموں کا بھی بھرپور تجزیہ تھا اور ادب میں ان کے مقام کی عمومی بلندی کا اعتراف بھی تھا۔ احتشام صاحب نے از خود میرا پتہ حاصل کرکے مجھے خط لکھا اور پرسشِ احوال کی، اس کے علاوہ اپنی کتاب "تنقید اور عملی تنقید" کے دوسرے ایڈیشن کے دیباچے میں اپنے اوپر میری تنقید کو "احسن مجادلہ" قرار دیتے ہوئے بھی اقرار کیا کہ میرا مقالہ ان کی تنقید نگاری پر بہترین مضمون ہے۔ اس کے بعد جب کبھی کسی نے اُن سے اُن کے متعلق لکھے گئے تنقیدی مضامین کے بارے میں جاننا چاہا تو انھوں نے میرے "احسن مجادلہ" والے مضمون ہی کی طرف اُس کی توجہ مبذول کرائی۔

ظاہر ہے کہ ایک اختلافی مضمون کے متعلق احتشام حسین کا یہ رویہ ایک انسان کی حیثیت سے اُن کے ذہن کی کشادگی اور ظرف کی وسعت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ یہ محض ایک واقعہ نہیں، بلکہ ایک علامت بھی ہے، جس سے احتشام صاحب کی آدمیت کی پہچان ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہ موصوف کا عام رویہ تھا اور خود میرے ساتھ اُن کا التفات اس کے بعد بھی جاری رہا، ایک عرصہ تک ایسا ہوا کہ وہ جب میرا کوئی نیا مضمون پڑھتے تو اُس کی توصیف کرتے۔ اس بات سے احتشام صاحب کی آدمیت کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے، اور وہ ہے نئی نسل کے ساتھ اُن کا اعتنا۔ میرا خیال ہے کہ نئی نسل کے ساتھ جو ربط احتشام حسین کا تھا وہ اُن کے ہم عصروں اور ہم چشموں میں کسی اور کا نہ تھا۔ موصوف نہ صرف یہ کہ نئی نسل کی ادبی سرگرمیوں سے آگاہ رہتے تھے، بلکہ اُن پر مثبت تبصرے بھی کرتے تھے اور شخصی طور پر بھی پرورشِ ہنر کی کوشش کرتے تھے۔

یہاں پہنچ کر واقعہ یہ ہے کہ احتشام حسین کی ادبیت اور آدمیت ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ احتشام صاحب ادب اور زندگی کا ایک خاص تصور رکھتے تھے جس کی تبلیغ ان کو بہت عزیز تھی۔ لہٰذا ایک داعی کی حیثیت سے وہ تنقید کے ساتھ ساتھ اپنے کردار کے ذریعے بھی لوگوں کو اپنے نصب العین کی طرف کھینچتے تھے چنانچہ شخصی سلوک میں بھی وہ اپنے نظریے کی مصلحتوں کو ضرور ہی بہ نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سلوک کے باوجود جس شخص سے اُن کو نظریاتی مایوسی ہوجاتی تھی اُس سے ساتھ ان کی گرم جوشی باقی نہیں رہتی تھی اگرچہ تعلقات کو وہ نباہتے ضرور تھے اور اپنا وقار ہمیشہ قائم رکھتے تھے۔

(نشری تقریر آل انڈیا ریڈیو پٹنہ)

مراسلات

حسرت موہانی یا ڈاکٹر عبدالعلیم؟

۲۲ر جولائی کے "ہماری زبان" میں "میرا صفحہ" کے زیر عنوان ڈاکٹر وحید اختر کا جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے شروع میں انھوں نے لکھا ہے:

"اردو ادیبوں کی ایک کانفرنس میں جہاں ملک کے بہترین سیاسی دماغ اور جنگ آزادی کے بیشتر قائدین مجتمع تھے، کسی نے انسائیکلوپیڈیا کی تجویز رکھی، اس تجویز کی بہت شد و مد سے تائید ہوئی، اس وقت مولانا حسرت موہانی کھڑے ہوئے ان کے ذہن میں فرانس کے قاموسیوں کی زندگی، علمی تبحر اور تخلیقی صلاحیتوں کا مرقع تھا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے یہاں ابھی ایسے لوگ نظر نہیں آتے جو اس مشکل کام سے عہدہ بر آ ہوسکیں۔ کسی نے پوچھا: "کیا شہ نشین پر بھی ایسا کوئی عالم نہیں"؟ مولانا نے ایک سرسری نظر ادھر ڈالی اور پورے وثوق سے کہا: "شہ نشین پر بھی ایسا کوئی شخص نہیں جو اس کام کا اہل ہو"۔ مجمع پر سناٹا چھا گیا اور تجویز واپس لے لی گئی۔

یہ روایت کرشن چندر نے اپنے رپورتاژ "پودے" میں بھی نقل کی ہے لیکن اس میں وحید اختر صاحب کی روایت کے مقابلے میں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اوّل تو کرشن چندر نے محض "انسائیکلوپیڈیا کی تدوین" کی تجویز کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ فرانسیسی انسائیکلوپیڈیسٹ کی طرح ایک تحریک جاری "کرنے کی تجویز کا حوالہ دیا ہے، دوسرے جو بات وحید اختر صاحب نے مولانا حسرت موہانی کی طرف منسوب کی ہے وہ کرشن چندر نے ڈاکٹر عبدالعلیم (موجودہ وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کے بارے میں بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ کرشن چندر کی روایت کے مطابق یہ اردو ادیبوں کی کسی کانفرنس کا واقعہ نہیں ہے بلکہ پی۔ای۔این کانفرنس کا واقعہ ہے۔

کرشن چندر کی پوری متعلقہ عبارت یہ ہے:

"انگریز لوگ غلط بات غلط موقع پر کہتے ہیں یا غلط بات صحیح موقع پر کہتے ہیں لیکن ڈاکٹر عبدالعلیم کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ صحیح بات کہتے ہیں اور ہمیشہ غلط موقع پر کہتے ہیں ....پی۔ ای۔ این کانفرنس کے موقع پر جب ڈاکٹر ملک راج آنند نے تجویز پیش کی کہ ہندوستان میں بھی فرانسیسی انسائیکلوپیڈیسٹ کی طرح ایک تحریک جاری کی جائے تو بہت سے لوگوں نے اس انقلابی تجویز کی حمایت کی .... لیکن صرف ایک آدمی کی پرزور مخالفت سے یہ تحریک رہ گئی۔ یہ مخالفت کرنے والا جانتے ہو کون تھا؟ یہی اپنے ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب۔ آپ نے اٹھ کر کہا:

"تجویز تو بہت معقول ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ فرانس میں اس تحریک کے چلانے والے بڑے بڑے لوگ تھے، روسو اور والٹیر یہاں ایسا کون ادیب ہے، کون ایسا مفکر ہے؟ آپ نے پورے مجمع پر نظر ڈال کر کہا: "مجھے تو آپ لوگوں میں سے ایک آدمی بھی اس پائے کا نظر نہیں آتا"۔ اس پر ایک قہقہہ بلند ہوا۔ پھر مجمع میں سے کسی من چلے نے کہا: "اور کیا ڈائس پر بھی کوئی ایسا آدمی آپ کو نظر نہیں آتا؟"

ڈائس پر سرو جنی نائیڈو تشریف فرما تھیں، جواہر لال نہرو تھے، فلسفہ داں رادھا کرشنن (کرشنن؟) ہرمین اولڈ اور فارسٹر اور ملک راج آنند، احمد شاہ بخاری پطرس اور دوسرے لوگ۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈائس پر نگاہ ڈالی، سب کی طرف دیکھا اور پھر مجمع کی طرف مڑ کر کہنے لگے: "نہیں ان میں بھی کوئی نہیں"۔ تحریک گر گئی۔ (رپورتاژ، مکتبۂ سلطانی بمبئی، ۱۹۴۷ء، صفحہ ۹، ۸۰)

علی گڑھ۔ • ریاض الرحمٰن شروانی

انجمن کی خبریں

جولائی کے اندر ہی اردو اساتذہ کے تقرر کا مطالبہ

لکھنؤ۔ ریاستی انجمن ترقی اردو کے جوائنٹ سکریٹری ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر ماہ جولائی کے اندر پرائمری درجات میں اردو اساتذہ کا تقرر نہیں کیا جاتا تو اس کی تمام تر ذمہ داری محکمہ تعلیم کے ذمہ داروں پر ہوگی اور اس کا صاف مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ محکمہ تعلیم اب بھی اردو کش پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

ڈاکٹر سندیلوی نے کہا کہ اعلان اور یقین دہانی کے باوجود ابھی تک ریاست کے کسی ایک اسکول میں بھی اردو کی تعلیم کے لئے کسی ٹیچر کا تقرر نہیں کیا گیا جولائی کا مہینہ ختم ہو رہا ہے۔ تعلیم شروع ہو چکی ہے داخلے قریب قریب مکمل ہو چکے ہیں، مگر محکمہ تعلیم اور اس کے ذمہ دار اپنی سابقہ روایت "تاخیری پالیسی" پر عمل کر رہے ہیں۔ اردو کے سلسلے میں محکمہ تعلیم کا رویہ ہمیشہ غیر ہمدردانہ رہا۔ یہ محکمہ دانستہ یا نادانستہ طور پر ایسے طریقے اختیار کرتا رہا ہے جو اردو کے لئے انتہائی مضر ثابت ہوئے ہیں۔ اردو اساتذہ کے سلسلہ میں بھی اس کا طرز عمل اتنا خراب رہا ہے جس کی مثال مشکل سے کسی دوسرے محکمہ میں مل سکے گی۔ خود ریاست کے سربراہ یعنی گورنر صاحب نے قومی آواز کے مطالبہ کے بعد محکمہ تعلیم کو ہدایات بھیجیں۔

ریاستی انجمن ترقی اردو کے جلسے میں بھی گورنر صاحب نے اخبار کے حوالے سے یہ کہا تھا کہ میں نے محکمہ کو لکھ دیا ہے کہ اساتذہ کی تقرری میں باقاعدگی برتی جائے۔ اس کے بعد اردو اکاڈمی کے حالیہ وفد سے بھی جو ۲۰ جولائی کو گورنر سے ملا تھا اساتذہ کے سلسلے میں یقین دلایا کہ تقرری جلد ہوگی اور باضابطہ ہوگی لیکن ہنوز روز اول ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ تعلیم اس سال اردو کے اساتذہ کا تقرر نہیں کرنا چاہتا ہے۔ یا اتنی تاخیر سے کرنا چاہتا ہے کہ اردو کے طلبہ مجبور ہو کر اردو چھوڑ دیں اور جب اردو ٹیچر اسکول میں جائے تو یہ رپورٹ آ جائے کہ یہاں اردو پڑھنے والا کوئی طالب علم نہیں ہے۔

اگر جولائی کے اندر اندر اردو اساتذہ کا تقرر نہیں کیا جاتا ہے تو اس کی تمام تر ذمہ داری محکمہ تعلیم کے سربراہوں پر ہوگی اور اس کا صاف مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ محکمہ تعلیم یا حکومت کے ذمہ دار اردو کش پالیسی پر اب بھی عمل کر رہے ہیں زبانی اعلانات صرف دکھانے اور بہلانے کے لئے ہیں۔

• نامہ نگار

اردو دشمن افسران کے خلاف مورچہ لگانے کا مشورہ

بارہ بنکی۔ صدر انجمن ترقی اردو بارہ بنکی جناب امیر حیدر ایڈوکیٹ نے سرکار کے ذریعہ دی گئی اردو زبان کی ترقی کے لئے ہدایات کی خلاف ورزی کرنے والے اردو دشمن افسران کے خلاف سخت ترین کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ہم سب کا بھی فرض ہے کہ ایسے ذمہ داروں کے رویہ کے خلاف سخت احتجاج کریں جس میں بائیکاٹ سے لے کر گھیراؤ تک شامل ہے ورنہ ایسے افسران کی بدعملی سے اردو کو نقصان پہنچ جائے گا اور سرکاری مراعات بے سود ہو جائیں گی۔

انھوں نے کہا میں عوام کے ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اردو میں درخواستیں دیں اور اردو کے ہمدرد وکلا صاحبان سے میری گزارش ہے کہ وہ عدالتوں میں اردو استعمال کریں۔

• نامہ نگار

انجمن ترقی اردو بمبئی کی نئی مجلس منتظمہ کا انتخاب

انجمن ترقی اردو شاخ بمبئی کے اراکین کا سالانہ جلسہ صابو صدیق پالی ٹیکنک (شیفرڈ روڈ) میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا منعقد ہوا۔

جناب سید شہاب الدین دسنوی جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو نے مرکزی انجمن ترقی اردو اور صوبائی انجمن کی کارگزاریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مرکز میں بھی اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ انجمن کے کاموں میں ایک زور اور طاقت ہو چنانچہ اس کے لئے بہت سی تجویزیں زیر غور ہیں۔

شہری انجمن کی علمی و ادبی کارگزاریوں اور ریاست سے بے تعلقی پر روشنی ڈالنے کے بعد دسنوی صاحب نے انجمن ترقی اردو بمبئی کی سالانہ رپورٹ اور سالانہ آمد و خرچ کے حسابات پیش کئے جو منظور ہوئے۔

سید محمد زیدی صاحب نے اپنی تقریر میں دسنوی صاحب کی خدمات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا۔ شہر بمبئی میں انجمن ترقی اردو کے فعال رہنے کا سہرا ان کے سر باندھا۔

جناب زیدی صاحب نے ناموں کی ایک فہرست پیش کی جو باتفاق آرا منظور ہوئی۔

سنہ ۱۹۷۳ء اور سنہ ۱۹۷۴ء کے لئے مندرجہ ذیل مجلس منتظمہ تشکیل پائی۔

صدر۔ مصطفیٰ فقیہہ
نائب صدر۔ شام کشن نگم اور ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والا
جنرل سکریٹری۔ پروفیسر سید یحییٰ رضا
جوائنٹ سکریٹریز۔ پروفیسر یونس اگاسکر۔ لطیف فاروقی،
خازن۔ ایم۔ اے علوی
اراکین مجلس منتظمہ۔ ڈاکٹر آدم شیخ، سید محمد زیدی، غلام احمد آرزو، فضیل جعفری ایڈیٹر روزنامہ انقلاب۔ شہریار عابدی ایڈیٹر اردو ٹائمز، معین الحق صدیقی، پرویز اصلاحی، ایچ ایچ خان، مظفر شاہجہان پوری، حیدر خان پٹھان، انجم رومانی، شعیب صدیقی۔

• سکریٹری انجمن ترقی اردو بمبئی

اردو سے متعلق ناانصافیوں کے خلاف متحدہ جدوجہد کی ضرورت

گلبرگہ:۔ انجمن ترقی اردو گلبرگہ کے استقبالیہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب سری نواس لاہوٹی (آرگنائزنگ سکریٹری انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش و انچارج میسور اسٹیٹ) نے اردو ادیبوں اور دوستوں کو مشورہ دیا کہ وہ اردو سے متعلق ہر ناانصافی کے خلاف متحدہ طور پر جدوجہد کریں۔

انھوں نے کہا سوائے آندھرا پردیش کے ملک کے مختلف حصوں کی انجمن ترقی اردو کی شاخوں میں آپسی گروہ بندیاں ہیں۔

ایک طویل عرصہ سے گلبرگہ کی انجمن سے یہاں کے نوجوان دور تھے۔ بہرحال اب غلط فہمیاں دور ہو چکی ہیں نوجوانوں کو انجمن کی سرگرمیوں میں سرعت پیدا کرنی ہے جب تک ہم متحدہ طور پر جدوجہد نہیں کریں گے اردو سے ہر سطح پر ناانصافیاں جاری رہیں گی۔ انھوں نے اس ضمن میں تعلیمی میدان میں اردو سے کی جانے والی حق تلفیوں کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ فروغ اردو کی کمیٹی کی رپورٹ بھی اردو والوں کے مفادات کے خلاف ہو سکتی ہے۔ مگر ہم متحد ہیں تو اس کی ممکنہ خامیوں کو دور کر سکتے ہیں۔

مقررین نے انجمن ترقی اردو گلبرگہ کے زیر اہتمام ایک دارالمطالعہ اور کتب خانہ کے قیام پر بھی زور دیا صدر انجمن جناب آرزو صاحب اور جناب وہاب عندلیب صاحب نے اپنی جانب سے کتابوں کے عطیہ کا اعلان کیا۔

جناب محمود خاور (مدیر برگ آوارہ) نے شالیمار پبلشنگ ہاؤس کی تمام مطبوعات کی ایک ایک جلد اور مزید (۵۰) روپیہ کی کتابیں بطور عطیہ دینے کا اعلان کیا۔

جناب لاہوٹی صاحب نے مرکزی انجمن کی جانب سے کتابوں کے عطیہ کے حصول کا اعلان کرتے ہوئے توسیع شدہ مجلس عاملہ کو مبارکباد پیش کی۔ • نامہ نگار

شادنگر میں اردو جماعت ششم کے قیام کا مطالبہ

حیدرآباد:۔ انجمن ترقی اردو شادنگر نے مدرسہ نسواں فرخ نگر تعلقہ شادنگر میں اردو ذریعہ تعلیم کی ششم جماعت کے قیام کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ پنجم کامیاب طالبات کے لیے ششم جماعت کا قیام ضروری ہے تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں لیکن افسوس ہے کہ اس جانب ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

انجمن ترقی اردو شادنگر نے فیصلہ کیا ہے کہ اس تعلق سے انجمن کا ایک وفد مشیر گورنر مسٹر ایچ سی سرین سے ملاقات کرکے انھیں ایک یادداشت حوالے کرے گا تاکہ جماعت ششم کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ • نامہ نگار

مرادآباد میں اردو ٹیچر کا فوری تقرر ضروری

مرادآباد ضلع میں اردو والوں کی واضح اکثریت آباد ہے۔ مگر دوسرے مقامات کی طرح اردو کو یہاں بھی نظرانداز کیا جا رہا ہے خاص طور سے تعلیمی اداروں میں اردو کے ساتھ بے جا ناانصافیاں کی جاتی رہی ہیں۔

ریاستی حکومت کے حالیہ فیصلہ سے کہ ریاست کے شہری اسکولوں میں اردو کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے گا کچھ امید بندھ چلی تھی۔ مگر اب یہ امید بھی خاک میں ملتی نظر آرہی ہے، جولائی کا مہینہ ختم ہونے کو آرہا ہے مگر کسی اسکول میں اردو ٹیچر کا تقرر نہیں کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام تعلیمی اداروں میں جلد از جلد اردو ٹیچر کا تقرر کیا جائے۔

اسی طرح اردو کی اعلیٰ تعلیم کے انتظامات ضلع بھر میں کہیں نہیں ہیں۔ ڈگری درجات کی سطح پر صرف سنبھل کے ڈگری کالج میں اردو پڑھنے کا ناکافی انتظام ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اردو کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے خواہشمند طلبا کی بڑی تعداد محروم رہ جاتی ہے۔ ریاستی حکومت اور اردو اکاڈمی کو ضلع میں اردو کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مذکورہ ڈگری کالج کو حسب ضرورت امدادی گرانٹ دینا چاہیے۔

سعادت علی صدیقی سکریٹری۔
انجمن ترقی اردو سنبھل

"ہماری زبان"
سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔ منیجر

اخباروں سے تراشے

محکمہ اطلاعات میں اردو کے لئے جداگانہ ڈپٹی ڈائرکٹر کا تقرر

لکھنؤ:- معلوم ہوا ہے کہ حکومت اتر پردیش نے صوبائی محکمہ اطلاعات میں اردو کے شعبہ کے لئے ایک جداگانہ ڈپٹی ڈائرکٹر مقرر کیا ہے یہ عہدہ جناب فرحت اللہ انصاری کو تفویض کیا گیا ہے جن کا تعلق عرصہ دراز سے اس محکمہ سے ہے اور وہ جلد ہی اپنی ملازمت کی مدت مکمل کرنے کے بعد اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے والے تھے۔

• سیاست جدید۔کانپور

متل پرنسپل ڈگری کالج فتحپور میں اردو کورس

فتحپور:- جناب وحید الدین خاں متین صدر اردو کلب کی سرکردگی میں اردو کلب کا ایک وفد جناب آر، بی، متل پرنسپل ڈگری کالج فتحپور سے بی اے میں اردو مضمون شروع کرنے کے سلسلے میں ملا۔

پرنسپل صاحب کی توجہ اس سرکلر کی طرف مبذول کرائی گئی جو حال ہی میں ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اور جس میں کسی بھی ڈگری کالج میں اردو مضمون شروع کرنے کے ساتھ ہی گرانٹ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے پرنسپل صاحب نے پوری توجہ سے وفد کے ممبران کی بات سنی اور کہا کہ جب گورنمنٹ کی طرف سے اردو کو سہولت دی جارہی ہے اور متذکرہ بالا سرکلر بھی مل چکا ہے مجھے اردو مضمون شروع کرنے میں انتہائی مسرت ہوگی لیکن ضابطہ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد۔ البتہ آئندہ سال اردو کی تعلیم شروع کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

• دعوت ۔ دہلی

ضلع حیدرآباد میں سرکاری مقاصد کے لئے تلگو کے ساتھ اردو کا بھی استعمال

حیدرآباد:- حکومت آندھرا پردیش نے سارے ضلع حیدرآباد میں تلگو کے ساتھ اردو کو سرکاری مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی ہدایت دی ہے۔ مشیر گورنر جناب ہرشچند رامرین نے حیدرآباد میں صحیفہ نگاروں کو یہ بات بتائی۔ انھوں نے کہا کہ حکومت کا یہ فیصلہ اس حقیقت کے پیش نظر کیا گیا ہے کہ ضلع حیدرآباد میں اردو داں آبادی (۱۵) فیصد سے زیادہ ہے اس لئے حکومت نے اب سارے ضلع حیدرآباد میں سرکاری اغراض کے لئے تلگو کے علاوہ اردو کے استعمال کے بھی احکام صادر کئے ہیں۔

• سیاست۔حیدرآباد

حیدرآباد ایوننگ کالج میں ایم اے کی اردو جماعت کا آغاز

حیدرآباد:- حیدرآباد ایوننگ کالج میں جو جامعہ عثمانیہ کا ایک اہم تعلیمی ادارہ ہے وائس چانسلر مسٹر پی نرسمہا ریڈی نے جاریہ تعلیمی میقات سے اردو۔ہندی۔ کامرس اور ریاضی میں پوسٹ گراجویشن (ایم اے) کورس شروع کرنے کے فیصلہ کا اعلان کیا ہے وائس چانسلر نے بتایا کہ ایوننگ کالج میں ان نئی جماعتوں کے فوری آغاز کے لئے انتظامات کئے جارہے ہیں۔

• رہنمائے دکن

اردو ٹیچروں کی تقرری میں مالی دشواریاں حائل

لکھنؤ:- بیسک ایجوکیشن محکمہ کے ایک ترجمان نے بتایا کہ یوپی کے محکمہ تعلیم نے ریاست کے شہری علاقوں میں واقع پرائمری اسکولوں کے لئے تین ہزار ۸۲۲ اردو ٹیچروں کو منتخب کرلیا ہے۔ اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے ترجمان نے کہا کہ اگرچہ اردو کے تمام ٹیچر منتخب کرلئے گئے ہیں اور محکمہ نے ان کی فہرست منظور کرلی ہے لیکن ان کو تقرری کے پروانے اس لئے جاری نہیں کئے گئے ہیں کیونکہ حکومت سے اس کے لئے مالی امداد ابھی تک منظور نہیں ہوئی ہے۔

• سیاست جدید کانپور

اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دینے کا مطالبہ

لکھنؤ:- آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے اردو کو بہار، یوپی، دہلی، ہریانہ، پنجاب، مدھیہ پردیش، راجستھان اور آندھرا پردیش کی دوسری سرکاری زبان قرار دینے کا مطالبہ کیا ہے کانفرنس نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ ان ریاستوں میں پرائمری اور ثانوی اسکولوں کے آٹھویں درجہ تک اردو کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔ کانفرنس نے تجویز پیش کی ہے کہ اردو امتحانات کے سرٹیفکیٹ رکھنے والوں کو مختلف ملازمتوں کا اہل کہا جائے۔

• دعوت۔دہلی

اردو کے سلسلہ میں سرکاری اعلانات

گونڈہ:- مولانا عبدالرب قاسمی ضلع جمعیۃ العلماء و رکن انجمن ترقی اردو نے ضلع کے اکثر مقامات کا دورہ کرکے

حسب ذیل اخباری بیان دیا ہے۔

حالات سے پتہ چلتا ہے کہ شہر کے بعض اسکولوں میں کچھ لڑکے اردو لینا چاہتے تھے لیکن انھیں دھمکی دی گئی کہ تمہارا نام اسکول سے خارج کر دیا جائے گا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اردو مضمون لینے سے سرکاری ملازمت کا دروازہ بند ہو جائے گا

مولانا نے فرمایا کہ جب تک مرکزی سرکار مرکزی ملازمت کے لئے بعض صوبوں میں اردو لازمی نہیں قرار دے گی اس وقت تک اردو کی سرپرستی ایک فریب ہے۔ اگر مرکزی گورنمنٹ محکمہ ڈاک وتار و ریلوے وغیرہ کے سلسلے میں اترپردیش و بہار میں اردو لازمی قرار دے اور ملازمت کے لئے شرط قرار دے تو اردو کی ترقی کی کچھ صورت نکل سکتی ہے۔

• سید عبدالاعلیٰ فاروقی سکریٹری نشر و اشاعت
سیاست جدید

اردو طبقہ کی پریشانی

ضلع مظفر نگر میں اردو ٹیچروں کے رکھنے والا معاملہ آج تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ بیسک شکشا ادھیکاری نے نہ اس کی مشتہری کرائی اور نہ ایسی تاریخ مقرر کر کے انٹرویو لیٹر بھیجے اور نہ یہ بتایا گیا کہ درخواستیں کہاں اور کب جمع ہوتی ہیں۔ سرکار سے ہمارا مطالبہ ہے کہ درخواستوں کی تاریخ مقرر کرے اور مشتہری کرا کر انٹرویو کے لئے کال کرے ساتھ ہی اترپردیش سرکار کو بیسک شکشا ادھیکاری کو سخت ہدایت دینی چاہئے کہ سب پرائمری اسکولوں میں اردو ٹیچر مقرر کئے جائیں۔

• شفیع الرحمٰن۔ سیاست جدید کانپور

یوپی میں اردو کے سلسلے کی معلومات

اترپردیش میں اب اردو سے متعلق جو افراد بھی اسکول، لائبریری یا کوئی بھی ادارہ قائم کرنا چاہتے ہیں یا اردو سے متعلق کوئی بھی کام کرنا چاہتے ہیں اور ان کو گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرانے یا سرکاری مالی امداد پانے کے سلسلہ میں کسی بھی قسم کی معلومات، رہنمائی، راہبری یا معاونت یا کسی بھی سلسلہ میں کسی بھی قسم کی کسی بھی مدد و تعاون کی ضرورت ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھ کر معلومات فراہم کریں۔

پتہ: نعیم راہی (سکریٹری) مجلس عروج اردو
۲۳۶ - کھیر شیخ منصور بریلی (یو، پی)
دعوت دہلی

اردو اساتذہ کا تقرر

لکھنؤ: ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے صوبائی اگزیکوٹو نے اپنے ایک رزولیوشن میں صوبائی حکومت کی طرف سے ہم ہزار اردو اساتذہ کے تقرر کے اعلان کو اب تک پورا نہ کرنے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ رزولیوشن میں پہلے سے کام کرنے والے اساتذہ کو ہی اردو الاؤنس دے اردو ٹیچر قرار دینے کی سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے افسران کے اس رویّہ کی مذمت کی گئی ہے۔

رزولیوشن میں مزید کہا گیا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کا یہ خیال اور یقین ہو رہا ہے کہ حکومت اردو اساتذہ کے اعلان کو صرف اخباری اعلان تک ہی رکھنا چاہتی ہے اور حکومت اور اس کے افسران عملی طور پر اردو کو کچھ دینا نہیں چاہتے ہیں۔

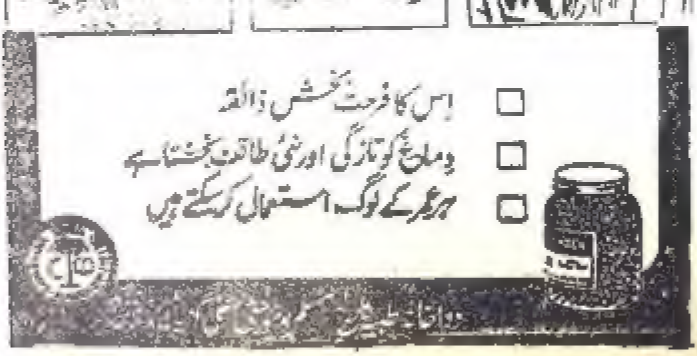
رزولیوشن میں کہا ہے کہ اردو ہمارے ملک کی زبان ہے اور اترپردیش اس کا مرکز ہے۔ کمیونسٹ پارٹی اس کا جائز مقام دلانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد اور قربانی سے گریز کرے گی۔ اگزیکیوٹیو کمیٹی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے اعلان کے مطابق اردو اساتذہ کا فوراً تقرر کرے اور شہروں کے علاوہ دیہاتوں میں بھی اردو اساتذہ کا انتظام کرے تاکہ ہمارے صوبہ کی آبادی کا بہت بڑا حصہ اردو سے محروم نہ رہ جائے۔

• سیاست جدید، کانپور

گرلس انٹر کالج قدوائی نگر میں اردو تعلیم کا مطالبہ

کانپور: مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سکریٹری جناب آئی انصاری نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ اردو اکیڈمی اترپردیش و انسپکٹر آف اسکولس کی توجہ بے گرلس انٹر کالج قدوائی نگر کی جانب مبذول کرائی ہے جس میں مذکورہ کالج کی پرنسپل کی اردو کے ساتھ سخت ناانصافی کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ کالج میں اردو داں طالبات کی معقول تعداد ہونے اور کئی بار اردو تعلیم کا مطالبہ کئے جانے کے باوجود موصوفہ نے کوئی توجہ نہیں دی جبکہ حکومت صاف اعلان کر چکی ہے کہ جس کالج میں اردو والے چاہیں گے وہاں اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔ جناب انصاری نے مطالبہ کیا ہے کہ اس جانب توجہ دے کر اردو طالبات کے ساتھ انصاف کیا جائے۔

• اشتیاق عباسی جوائنٹ سکریٹری۔ سیاست جدید



دوسرے اداروں کی خبریں

اتر پردیش اردو اکاڈمی

لکھنؤ۔ اتر پردیش اردو اکاڈمی کا ایک وفد بیگم حامدہ حبیب اللہ صاحبہ کی رہنمائی میں گورنر اتر پردیش جناب اکبر علی خاں سے ملا اور ان کی خدمت میں ایک میمورنڈم پیش کیا۔

میمورنڈم میں گورنر سے اس بات کی گزارش کی گئی ہے کہ ضلع کی سطح پر تمام تعلیمی افسران کی ایک کانفرنس لکھنؤ میں بلائی جائے تاکہ ان افسروں کو یہ ذہن نشین کرا دیا جائے کہ اردو تعلیم کے سلسلے میں حکومت نے اب تک جو احکام جاری کئے ہیں ان پر دیانت داری اور خلوص کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے۔ گورنر سے اور گزارش کی گئی کہ تمام پرائمری اسکولوں میں اردو کی تعلیم کے لئے اور اہل ٹیچر مقرر کرنے کے فوری احکام جاری کئے جائیں۔

میمورنڈم میں تفصیل کے ساتھ پرائمری جونیئر ہائر سکنڈری اور ڈگری سطح پر اردو تعلیم کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان باتوں کے علاوہ اردو سے متعلق دیگر مسائل جن میں اردو گزٹ، اردو اساتذہ کی ٹریننگ، دوسرے محکموں کے کتابچوں وغیرہ کی اردو میں اشاعت وغیرہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

جناب پنڈت آنند نرائن ملا نے کہا کہ گزشتہ پچیس برسوں میں اردو زبان کو جو نقصان پہنچا ہے ایک طرف تو اس کی تلافی کی جائے اور دوسری طرف اردو کو وہی مرتبہ دیا جائے جو اسے ہندوستان کے دستور اساسی میں دیا گیا ہے۔ اردو گزٹ کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اسے ہر پہلو سے "اردو" گزٹ ہونا چاہئے صرف رسم الخط بدل دینا کافی نہ ہوگا۔

جناب اکبر علی خاں صاحب گورنر نے فرمایا کہ گزشتہ حکومت نے اردو کے سلسلے میں جو احکام جاری کئے تھے ان پر عمل درآمد کرایا جائے گا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ اس امر کے احکام جاری ہو چکے ہیں کہ اردو ٹیچروں کی تقرری کے سلسلے میں کسی قسم کی بے ضابطگی نہ ہو۔ گورنر صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر کوئی خاص شکایت ثبوت کے ساتھ پیش کی جائے گی تو اس پر فوری کارروائی کی جائے گی۔

• نامہ نگار

حضرت ل۔ احمد کو پرویز شاہدی ایوارڈ

بزم لوح و قلم (کلکتہ) کی جانب سے حضرت پرویز شاہدی مرحوم کی پانچویں برسی کے موقعہ پر حضرت ل۔ احمد اکبر آبادی کو بزم لوح و قلم کی جانب سے "پرویز ایوارڈ" دیا گیا۔ بعد میں ایک مشاعرہ ہوا۔

• ایم۔ اے۔ نصر

گلبرگہ میں "صحرا کا سفر" کی رسم اجراء

اردو اکیڈیمی اور سلامتی لٹریری فورم گلبرگہ کے زیر اہتمام راہی قریشی کے مجموعۂ کلام "صحرا کا سفر" کی رسم اجرا کی تقریب زیر صدارت جناب عبدالکریم کاظمی عمل میں آئی۔ متعدد ادیبوں اور شاعروں نے راہی قریشی کے کلام پر اظہار پسندیدگی کیا۔

• وہاب عندلیب

ناگپور میں بیت الادب کا قیام

چند تعلیم یافتہ نوجوانوں کی کوششوں سے ناگپور میں بیت الادب کا قیام عمل آیا ہے یہ ادارہ مندرجہ ذیل امور سرانجام دے گا

۱۔ قدیم قلمی نسخوں اور اساتذۂ شعر و سخن کی اشاعت۔
۲۔ اردو ادب کی ترویج و اشاعت۔
۳۔ سہ ماہی رسالے کا اجراء۔
۴۔ ادبی اور دینی محافل کا انعقاد۔
۵۔ دارالمطالعہ کا قیام۔

• محمد حفظ الرحمن، ناظم نشر و اشاعت

دہلی یونیورسٹی میں جلسۂ تعزیت

مولانا ضیا احمد بدایونی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک جلسۂ تعزیت دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں بتاریخ ۲۰ر جولائی بوقت ۱۱ بجے دن زیر صدارت پروفیسر خواجہ احمد فاروقی صاحب منعقد ہوا۔

ڈاکٹر سلیمان اشرف صاحب ریڈر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی اور جناب ڈاکٹر صدیق الرحمن قدوائی شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی نے ضیاء صاحب مرحوم کی عظمت اور علمی اکتسابات پر روشنی ڈالی۔ صدر جلسہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی نے ضیاء صاحب کی شخصیت اور ان کی علمی تبحر پر بڑی مفصل گفتگو کی۔ آخر میں ایک تعزیتی قرارداد کے ذریعہ مرحوم کے تبحر علمی پر روشنی ڈالتے ہوئے مرحوم کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔

• سکریٹری شعبۂ اردو

گورکھپور یونیورسٹی میں پروفیسر ضیاء احمد بدایونی کا سوگ

گورکھپور یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں پروفیسر ضیاء احمد بدایونی کے سانحۂ ارتحال پر ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمود الٰہی ڈاکٹر اسلام سندیلوی اور ڈاکٹر احمر لاری نے مرحوم کی شخصیت اور علمی اور ادبی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی آخر میں ایک تعزیتی قرارداد کے ذریعہ ان کی وفات کو اردو زبان و ادب کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔

• احمر لاری

بنارس ہندو یونی ورسٹی میں شعبۂ اردو کا قیام

اردو کے علمی اور ادبی حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ صدر جمہوریہ ہند نے بنارس ہندو یونی ورسٹی کے وزیٹر کی حیثیت سے یونیورسٹی میں اردو، فارسی اور عربی کے مشترک شعبہ کی جگہ پر اردو، فارسی اور عربی کے لئے الگ الگ شعبہ قائم کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ آج سے یونی ورسٹی میں شعبۂ اردو کا قیام عمل میں آگیا ہے اور ڈاکٹر حکم چند نیر شعبۂ اردو کے صدر مقرر ہو گئے ہیں۔

• مرزا احسن بیگ

نیاز حیدر کے ساتھ ایک شام

ادبی سنگم، ملاڈ، بمبئی کی ایک نشست اردو کے منفرد شاعر جناب نیاز حیدر کے اعزاز میں 'نیاز حیدر کے ساتھ ایک شام' کے نام سے منعقد ہوئی۔

ان دنوں جناب نیاز حیدر "امیر خسرو" پر ایک آپرا تصنیف کرنے کے سلسلے میں بمبئی میں مقیم ہیں۔ اس موقع پر موصوف نے متعدد نظمیں سنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ان کی شاعری کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

اس جلسہ میں انجمن کے جنرل سکریٹری جناب قیصر عثمانی نے حضرت نیاز حیدر کی شاعری اور شخصیت پر مختصر الفاظ میں اظہار خیال کیا۔

• قیصر عثمانی

انجمن فارغین جامعہ اردو (علی گڑھ) کے اغراض و مقاصد

دہلی:۔ انجمن فارغین جامعہ اردو (علی گڑھ) دہلی کے ایک جلسے میں انجمن کے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد قرار پائے۔

۱۔ جامعہ اردو کے امتحانات کو سرکاری سطح پر منظور کرانے کی جد و جہد۔
۲۔ تعلیم بالغان کے لئے سنٹر کا قیام۔
۳۔ جامعہ اردو کے امتحانات کی تیاری کے لئے خواہشمند حضرات کو ہر قسم کی ممکن امداد۔
۴۔ دہلی سنٹر سے شریک ہونے والے طلبہ کی ہمت افزائی کے لئے انعامات۔
۵۔ مستحق طلبہ کے لئے کتب کی فراہمی کا انتظام۔

ان اغراض و مقاصد کی روشنی میں جو حضرات انجمن کے کام سے دلچسپی رکھتے ہوں مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

مشتاق احمد وحیدی ناظم نشر و اشاعت، انجمن فارغین جامعہ اردو (علی گڑھ) دہلی ۲۸۹۱ کوٹھی تفضل حسین کلاں محل دہلی ۶۔

ممتاز شاعر الیشوری پرشاد گہر کے سوگ میں تعزیتی جلسہ

گورکھپور:۔ انجمن ترقی اردو گورکھپور کے زیر اہتمام گورکھپور کی تمام ادبی انجمنوں کا ایک نمائندہ تعزیتی جلسہ زیر صدارت جناب نور الحسن نور گورکھپوری منعقد ہوا۔ اس جلسے میں گورکھپور کے ممتاز شاعر الیشوری پرشاد گہر گورکھپوری کے سانحۂ ارتحال پر رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ شرکائے جلسہ میں سے ہر ایک نے ان کی شخصیت اور ادبی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

آخر میں صدر جلسہ نور گورکھپوری نے گہر کی شخصیت اور شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا: گہر کی شاعری تغزل کا معیاری نمونہ ہے۔ ان کا مجموعۂ کلام 'سلک گہر' ہمیشہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

• احمر لاری

حشر سیتاپوری کا انتقال

شہر سیتاپور کے بزرگ شاعر جناب قاضی سید محمد کاظم صاحب حشر سیتاپوری کا ایک مختصر علالت کے بعد ۸۰ سال ۱۷ جون ۷۳ء کو انتقال ہو گیا۔ مرحوم پرانی تہذیب وضعداری کا نمونہ تھے آپ کے کلام میں پختگی کے ساتھ ساتھ فنکارانہ رنگ جھلکتا ہے۔

• وحش سیتاپوری

حمید ناگپوری کا انتقال

مہاراشٹر کے مشہور و معروف شاعر حمید ناگپوری کا ۶ جولائی ۱۹۷۳ء کو انتقال ہو گیا۔ ان کی تمام زندگی مفلسی اور رنج و غم میں بسر ہوئی۔

آخر میں گورنمنٹ آف مہاراشٹر کی جانب سے ۱۰۰ روپیہ بطور وظیفہ ملا کرتے تھے ان کا مجموعۂ کلام 'حرف خاموش' اہل ادب سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔

• محمد حفیظ الرحمن ناظم نشر و اشاعت

صفحہ ۲ سے آگے

فضول ہے۔ مگر یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ محدود پیمانے پر ابتدائی اور ثانوی تعلیم اب بھی اردو کے ذریعہ سے دی جارہی ہے اور اترپردیش اور بہار سارا ہندوستان نہیں ہیں جنوبی ہند میں تو کئی ریاستوں میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا خاصا اچھا انتظام ہے آندھرا میں چالیس انٹر کالج اور چار ڈگری کالج اس وقت اردو کے ذریعہ تعلیم دے رہے ہیں۔ جامعہ میں بی۔ اے تک اردو کے ذریعہ سے تعلیم ہو رہی ہے۔ اردو کے علاوہ ان طلبہ کی ہندی اور انگریزی دونوں میں اچھی صلاحیت ہونی چاہئے جو دی جاسکتی ہے۔ روزگار کا مسئلہ بے شک اہم ہے، مگر آج کتنوں کو جو انگریزی کے ذریعہ سے بی۔ اے، ایم۔ اے کرتے ہیں روزگار ملتا ہے اور روزگار کی صورتیں تو ہمیں نکالنی ہوں گی اور ہم نکال سکیں گے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ حالات کے دریا کی سطح پر تنکے کی طرح بہتے رہنے کا زمانہ گیا۔ اب اپنی بنیادی ضروریات کو سمجھ کر ایسے طالب علم تیار کرنے ہیں جن کی سیرت و شخصیت کی صحیح نشوونما ہو سکے۔ جو طوطے کی طرح رٹتے نہ ہوں، نہ جن کا دماغ معلومات کا کباڑ خانہ ہو، بلکہ جن کی تخلیقی صلاحیت بیدار ہو۔ جو علم سے زندگی کو روشن کرنے کا کام لے سکیں ادھر ادھر کا بوجھ نہ بنے رہیں اور جو زندگی کو اپنے علم اور عرفان سے کچھ اور معنی خیز بنا سکیں جو اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں اور اپنے دماغ سے سوچ سکیں اور ہر سیاسی شعبدہ باز سے مسحور نہ ہو جائیں۔ اردو یونیورسٹی صرف بی۔ اے اور بی ایس سی کی تعلیم ہی نہیں دے گی، وہ ثانوی اسکولوں کے لئے معلم بھی تیار کرے گی اور ابتدائی اسکولوں کے لئے بہتر تدریس کے لئے اور بہتر کتابوں کے لئے ریسرچ بھی کرے گی۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اردو کے ذریعہ سے اعلیٰ تعلیم پاکر، طلبہ مانگے کے اجالے پر قناعت نہیں کریں گے، اپنی شمعیں جلائیں گے اور اپنے سیہ خانہ میں چراغاں کریں گے۔ یہ قدم اور پہلے اٹھانا چاہئے تھا، لیکن ابھی وقت ہے مگر اب اور دیر نہ ہونی چاہئے

اقبال ہم سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے ۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

کرنل بشیر حسین زیدی پچھتر سال کے ہوگئے

۲۶ جولائی کو زیدی ولا جامعہ نگر میں کرنل بشیر حسین زیدی سابق صدر انجمن ترقی اردو ہند اور سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی پچھترویں سالگرہ منائی گئی۔ اس موقع پر اردو کے کئی ممتاز ادیب اور اسکالر اور حکومت ہند کے کچھ وزرا اور دہلی کے ممتاز شہری بھی شریک تھے۔ کرنل زیدی اس وقت انجمن کے دفتر، اردو گھر کی تعمیر میں قدم قدم پر ہماری رہنمائی اور مدد کر رہے ہیں۔ ادارہ ہماری زبان دعا کرتا ہے کہ خدا انھیں عرصۂ دراز تک زندہ اور تندرست رکھے۔

• ادارہ

آکسفورڈ میں اردو کی تدریس کا انتظام

ڈاکٹر خورشید الاسلام نے جو حال میں آکسفورڈ سے علی گڑھ واپس آئے ہیں ہماری زبان کے نمائندے کو ایک ملاقات میں بتایا کہ ان کی کوشش سے آکسفورڈ یونیورسٹی میں اردو زبان کے سکھانے کا انتظام ہو گیا ہے۔ اب تک وہ خود وہاں اردو زبان سکھا رہے تھے۔ اب ان کی جگہ رالف رسل ان طلبہ کو درس دیا کریں گے۔

• نامہ نگار

تاشقند میں اردو کی مقبولیت

حیدرآباد:- سابق وزیر لیبر جناب ٹی انجیا نے اٹلک آرٹس چمن بازار میں منعقدہ ایک خیر مقدمی تقریب میں انکشاف کیا کہ تاشقند میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے چنانچہ ہندوستان کے ادیبوں اور شاعروں سے تقریباً سب لوگ واقف ہیں خاص طور پر مخدوم کی ایک نظم چنبیلی کے منڈوے تلے کافی مقبول ہے۔

• نامہ نگار

مالک انجمن ترقی اردو ہند پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین ایم۔ اے نے لیتھو کلر پرنٹرس علی گڑھ میں چھپایا اور دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا